پٹکی چلی چین

مصنّف : سگروِن سری واستو

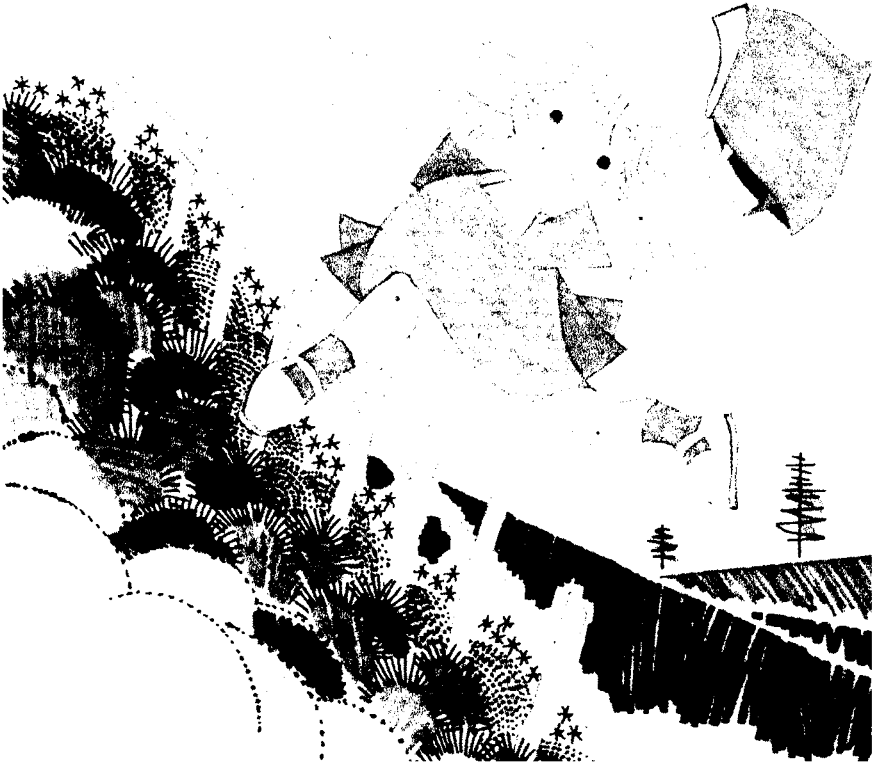

پہلا انگریزی ایڈیشن : 1994

پہلا اردو ایڈیشن : مارچ 2000

تعداد اشاعت : 3000

© چلڈرن بک ٹرسٹ نئی دہلی

قیمت : 15.00 روپے

This Urdu edition is published by the National Council for Promotion of Urdu Language, M/o Human Resource Development, Department of Education, Govt. of India West Block-I, R.K. Puram, New Delhi, by special arrangement with Children's Book Trust and Bachchon Ka Adabi Trust, New Delhi and printed at Indraprastha Press (CBT), New Delhi.

پُٹکی چلی چین

مصنّف : سگرون سری واستو

مصوّر : مکّی پٹیل

مترجم : فرحت عزیز

چلڈرن بک ٹرسٹ | قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان | بچوں کا ادبی ٹرسٹ

اس رات پٹکی نے گھر چھوڑنے کی نیّت کرلی کیوں کہ ہر شخص اسے ڈانٹتا تھا۔
”پٹکی!“ اس کی ماں نے قہر آلود آنکھوں سے اس کی طرف گھورتے ہوئے کہا: ”میں نے تم سے ہزار بار کہا ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھولیا کرو۔ میں تم کو بغیر کھانا کھلائے سُلادوں گی۔ اگر آئندہ کبھی میں نے کھانے کی میز پر تمھارے ہاتھوں کو گندا پایا۔“

"اور میں" اس کے باپ نے اسے غصّے سے بھرے انداز میں کہا۔ "میں تم کو صفائی والے پوڈر اور برتن کپڑا صاف کرنے والے برش سے نہلا دوں گا۔"

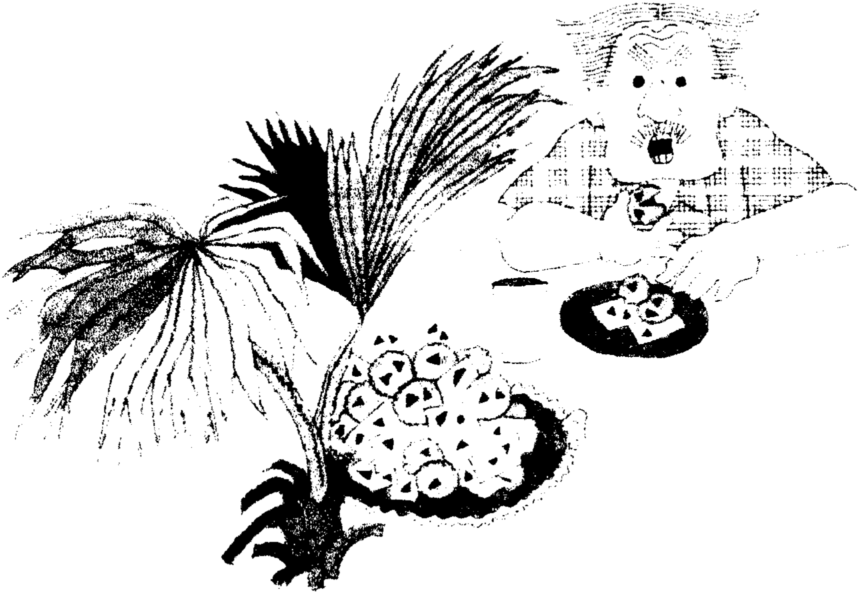

پُٹکی آنسو بھری آنکھوں سے اپنے باپ اور ماں کو دیکھتی رہی۔ مجھے کوئی نہیں چاہتا، اس نے سوچا۔ 'واقعی نہیں' اور منہ دھونے اور مَل مَل کر ہاتھ دھونے کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے دانتوں میں برش بھی کر لیا۔ تب وہ آ کر میز پر بیٹھی اور چپ چاپ کھانا کھانے لگی۔ وہ برابر سوچتی رہی۔ "میں چھوڑ کر بھاگ جاؤں گی۔ ہاں ہاں، میں کہیں چلی جاؤں گی۔"

ٹِلکی اپنے کمرے میں آئی اور اپنے بیگ کو درست کرنے لگی۔ اس نے اپنی سالگرہ والی فراک، نئے موزے، اپنی پسندیدہ گُڑیا اور پانی کی بوتل بیگ میں رکھی کیوں کہ وہ کہیں بھی اس کے بغیر نہیں جاتی تھی۔

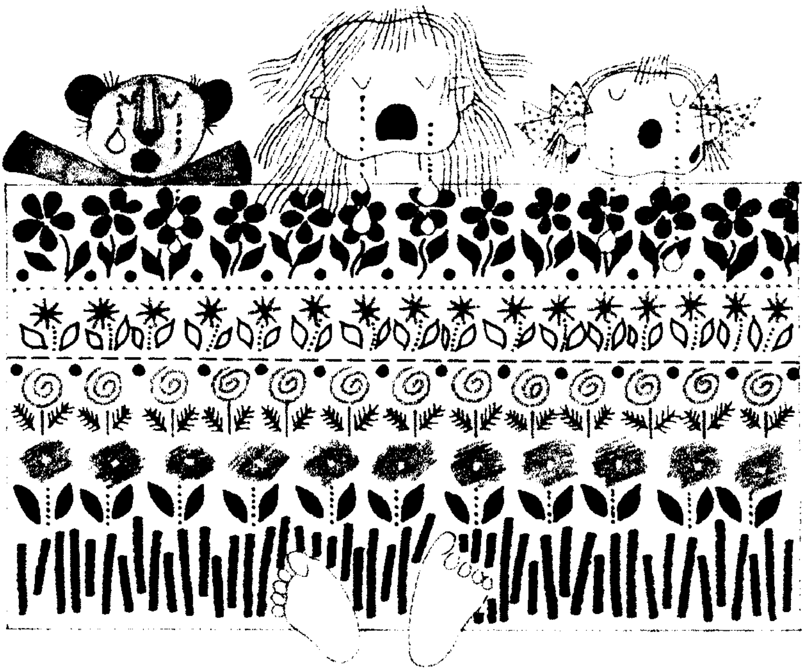

اس کے بعد وہ اپنے بستر پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ جتنا روسکتی تھی روئی اور جب اس کو اور رونا نہ آیا تو اس نے اپنی ناک صاف کی۔ ہاں۔ آج رات تو واقعی اپنے گھر کو چھوڑ ہی دے گی۔ اس نے چین کے لمبے سفر کی ٹھان لی۔

رات میں جب سب سوگئے تو وہ پنجوں کے بَل کھڑکی کے پاس پہنچی۔ باہر گھٹاٹوپ اندھیرا تھا۔ آسمان پر کچھ تارے چمک رہے تھے۔ گھنے بادلوں میں سے چاند جھانک رہا تھا، اور اس کو تیوریاں چڑھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ نہیں رات کے وقت نہیں جانا چاہیے۔ خواہ تارے چمک ہی کیوں نہ رہے ہوں۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ صبح ہونے کا انتظار کرے گی۔

دوسرے دن پٹکی سورج کی پہلی کرن پھوٹتے ہی جاگ گئی وہ آہستہ آہستہ کھڑکی کے پاس گئی اور پردے کے پیچھے سے باہر جھانکا۔ بہت اچھا دن تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ چین تک جانے کے لیے بہترین دن تھا۔

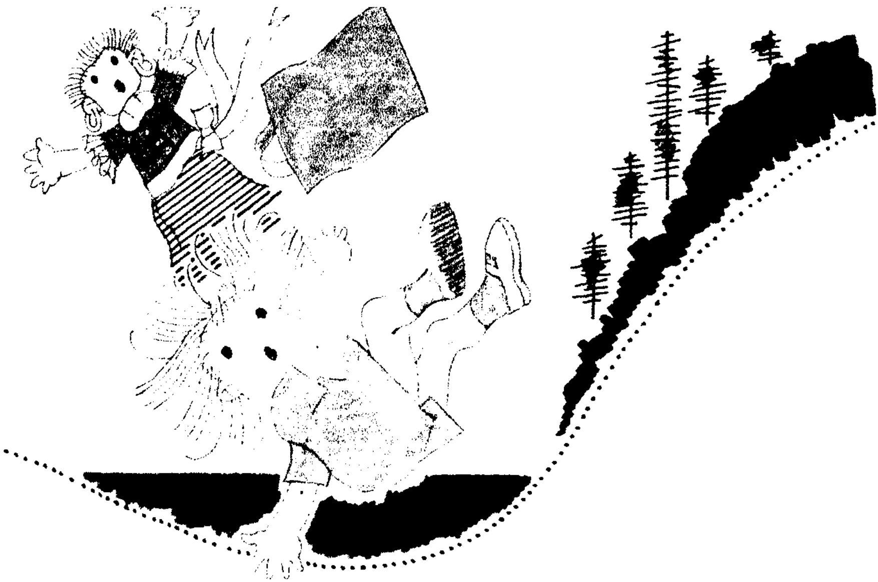

اس نے اپنا بیگ اٹھایا جس میں اس کی سالگرہ کی فراک ،نئے موزوں کا جوڑا، اس کی پسندیدہ گڑیا اور اس کی پانی کی بوتل رکھی ہوئی تھی جس کے بغیر وہ کہیں نہیں جاتی تھی۔
وہ گھر سے باہر نکل آئی اور باغ کے راستے پر ہوتی ہوئی پھاٹک سے باہر نکل آئی۔ آخر کار وہ چین کے راستے پر چل پڑی۔ وہ کودتی، پھاندتی، ناچتی، گاتی جنگلے تک پہنچ گئی اور اس کے اوپر سے چھلانگ لگادی۔ مزا ہی تو آگیا۔
تب وہ کودتی، پھاندتی، ناچتی اور آگے بڑھی اور جب دوسرا جنگلا راہ میں آیا تو وہ اپنے پیٹ کے بَل اس کے نیچے سے نکلنے لگی۔ یہ مشکل کام تھا۔

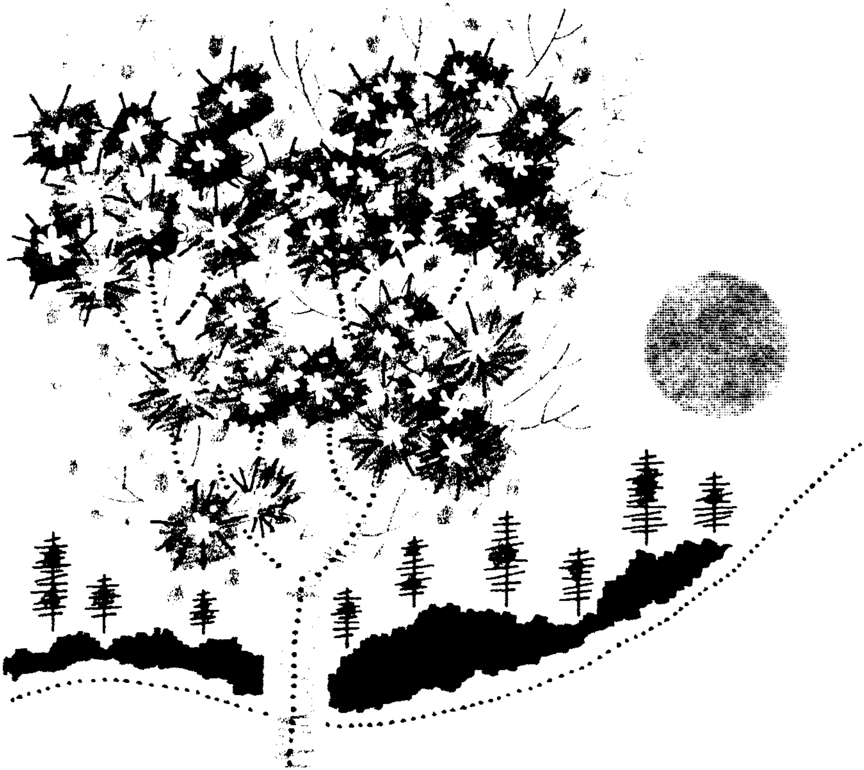

اس نے بہت بَل کھائے۔ بہت کوشش کی۔ اس نے دھکا دیا، کھینچا، آخر کار وہ اس کے نیچے سے نکل ہی گئی۔
اس نے تالیاں بجائیں اور خوشی سے ناچنے لگی اور پھر وہ ہوا کی طرح تیز بھاگنے لگی۔ ہوا سے بھی زیادہ تیز! وہ خوب تیز بھاگ رہی تھی۔ جلدی میں اس کو ایک گہری نالی نظر نہ آئی اور وہ اس کے اندر گولہوں کے بل جا پڑی۔

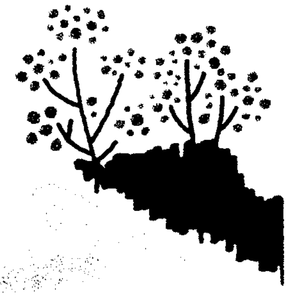

اس کا سر چکرانے لگا۔ پیٹ میں درد ہونے لگا۔ لیکن چنکی کوشش کر کے پھر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنا بیگ اُٹھالیا اس میں اس کی سالگرہ کی فراک، موزوں کا نیا جوڑا، اس کی پسندیدہ گڑیا اور اس کی پانی کی بوتل تھی کیوں کہ اس کے بغیر وہ کہیں نہیں جاتی تھی۔ اور ایک بار پھر وہ چین کے راستے پر چل نکلی۔

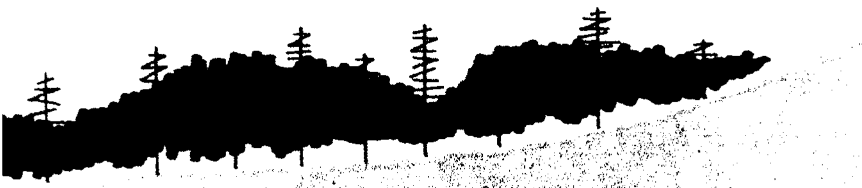

جب اس کے راستے میں ایک چھوٹا سا ٹیلا آیا تو وہ اس پر آہستہ آہستہ چڑھنے لگی۔ وہ ہانپتی کانپتی چڑھتی ہی گئی۔ یہاں تک کہ وہ اس کی چوٹی پر جا پہنچی۔ جہاں سے وہ دور دور تک کی چیزوں کو دیکھ سکتی تھی۔ چمن کو بھی اور دوہیں تو اسے جانا بھی تھا۔ وہ ٹیلے کی چوٹی پر کودنے پھاندنے لگی۔ خوب ناچی اور پھر اس نے ایک خوشیوں بھرا گانا گایا اور پھر نیچے کی طرف فراٹے بھرتی ہوئی چلی۔ کھیتوں سے دوڑتی ہوئی گذر گئی۔ یہاں تک کہ چمن کی سرحد کے درختوں تک پہنچ گئی۔

وہاں اس کی ملاقات ایک چھوٹے اور ایک بڑے لڑکے سے ہوئی۔
"کیوں، جی" پٹکی نے پوچھا۔ "کیا یہ چین کے شروع کے درخت ہیں؟"
"نہیں"، لڑکے نے جواب دیا۔ "ان درختوں کا مالک ہے ترن چند۔ ہم لوگ اس کی حفاظت کرنے کے لیے یہاں ہیں۔"
"حفاظت کرنے کے لیے؟" پٹکی نے پوچھا "کیوں؟"
"چڑیاں آتی ہیں اور پھلوں کو کھا جاتی ہیں۔ ہم یہاں چڑیوں کو بھگانے کے لیے ہیں۔ تیار ہو جاؤ، وہ دیکھو، وہ آرہی ہیں!"

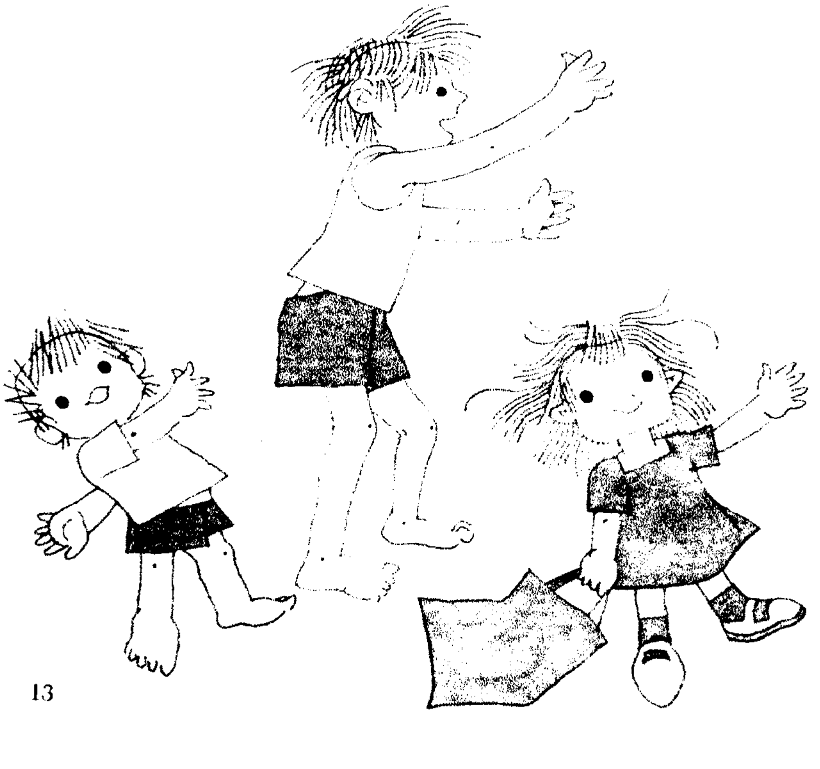

اور واقعی چڑیاں آ گئیں۔ بہت سی گوریاں اور کچھ کوّے "ہش......ہا......ہا۔ چٹ چٹ، پٹ پٹ۔ لڑکوں نے اور زور سے آوازیں نکالنی شروع کیں۔ وہ سیٹیاں بجانے لگے اور زور زور سے چیخنے اور غصّے سے آوازیں نکالنے لگے، اور نفرت سے شور کرنے لگے۔ انھوں نے آنکھیں چڑھالیں۔ دانت پیسے، ہاتھوں کو اوپر اُٹھایا اور تالیاں بجائیں۔

چُٹکی نے اپنا بیگ تو زمین پر رکھ دیا اور ان کی طرح چڑیوں پر غصّہ کرنے لگی۔ چیخنے لگی اور آوازیں نکالنے لگی، خطرناک اور ڈراؤنی آوازیں۔ اس کے چہرے پر غصّے اور نفرت کا اثر نظر آنے لگا۔ اسے یہ بہت اچھا لگا۔

لیکن چڑیوں کو یہ شور اور غل پسند نہ آیا۔
چڑیاں چوں چوں کرنے لگیں، مختلف آوازیں نکالنے لگیں، چیں چیں کرنے لگیں چیاؤں چیاؤں کرنے لگیں اور ہوا میں اِدھر اُدھر اُڑنے اور بھاگنے لگیں۔ وہ ایک چھدرے کم پتیوں والے اور ایک گھنے درخت پر جا بیٹھیں اور پھر واپس نہ آئیں۔
بڑا لڑکا اور چھوٹا لڑکا خوش ہو گئے۔ ''تمھارا بہت بہت شکریہ''
انھوں نے کہا: ''تم نے بہت مدد کی۔ کیا تم کچھ آم کھانا پسند کرو گی؟''
''واہ، خوب، بہت خوب'' پٹکی نے خوشی سے کہا: ''مجھے آم بہت اچھے لگتے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔'' یہ کہہ کر وہ آم توڑنے لگی۔ اس نے انھیں اسی بیگ میں رکھ لیا جس میں اس کی سالگرہ کی فراک، نئے موزوں کا جوڑا، اس کی پسندیدہ گڑیا اور اس کی پانی کی بوتل رکھی تھی، کیوں کہ وہ ان کو لیے بغیر کہیں نہیں جاتی تھی اور پھر وہ خوشی خوشی گھر واپس آ گئی۔

"پٹکی! گڈ مارننگ" اس کی ماں نے خوش آمدید کرتے ہوئے کہا۔
"تم اتنی صبح کہاں ہو آئیں؟"
"اچھا" پٹکی نے صحیح صحیح بتاتے ہوئے کہا۔ "دراصل میں چین تک جانا چاہتی تھی لیکن میں وہاں تک تو نہیں پہنچ سکی۔ میں نے دو لڑکوں کی چڑیوں کو پھلوں کے درختوں سے بھگانے میں مدد کی۔ دیکھیے بدلے میں مجھے کتنے سارے آم ملے ہیں۔ میں نے سوچا کہ ہم انھیں ناشتے میں مزے سے کھائیں گے۔"
"بہت اچھا خیال ہے۔" اس کی ماں نے اسے گلے لگاتے اور پیار کرتے ہوئے کہا: "اندر آجاؤ۔ ناشتہ بالکل تیار ہے۔"
پٹکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے اپنا منھ ہاتھ دھویا۔ ہاتھ رگڑ کر صاف کیے، دانتوں میں خوب برش کیا۔ یہاں تک کہ وہ موتیوں کی طرح چمکنے لگے۔ وہ بیٹھ گئی اور میز پر لگی اچھی اچھی چیزوں کو دیکھنے لگی۔
اب اسے احساس ہوا کہ اس لمبی چوڑی دنیا میں اپنے گھر سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہے۔ چین بھی نہیں۔